ماہ شعبان بدعات کے گھیر ے میں

بدع شهرشعبان

(باللغة الأردية)

جمع وترتيب

شفيق الرحمن ضياء الله مدنی

ناشر

دفترتعاون برائے دعوت وتوعية الجاليات ربوه

رياض -مملکت سعودی عرب

islamhouse.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام! ھرمسلمان کیلئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دین اسلام ایک مکمل دین ہے اوراسکی تکمیل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوچکی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا ﴾ سورة المائدة (٣)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کومکمل کردیا اورتمہارے اوپراپنی نعمت تمام کردی اورتمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند فرمایا –"

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا :

(إني تركتم على مثل البيضاء ليلها كنها رها لا يزيغ عنها بعدى إلا **هالك**) (سنن ابن ماجه كتاب المقدمة باب سنة الخلفاء الراشدين ١/١٦ رقم الحديث ٤٣ ،واحمد١٢٦/٤ ،وابن ابى عاصم في السنة٤٨-٤٩،والحاكم ١/٩٦، وصححه الألباني في تخريج السنة)

"میں نے تم کو ایک روشن شاہراہ پرچھوڑا ہے جسکی رات بھی دن کے مانند ہے میرے بعد جو اس سے ہٹے گا ہلاک ہوگا-"

اوردوسری روایت میں یوں فرمایا کہ "میں تمہارے درمیان دوچیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ دوسری میری سنت(متفق علیہ)

اورحجۃ الوداع کے موقع پرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے حلال وحرام خون وعزت کی حرمت اللہ کے ماموارت ومنہیات ودیگرشرائع اسلام کو بیان کرنے کے بعد کہا : ألاَ بَلَّغتُ ؟ کیا میں نے اسلام کے احکام کوپہنچا دیا ؟لوگوں نے کہا: ہاں – اس کےبعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ

کو آسمان کی جانب اٹھایا اورلوگوں کی طرف کرکے کہا: (اللهم أشهد اللهم أشهد)یعنی اے اللہ توگواہ رہ ،اے اللہ توگواہ رہ"
مذکورہ حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام مکمل ہوچکا ہے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو لوگوں تک پہنچا دیا ہے اورتکمیل تبلیغ پراللہ کوگواہ بنایا ہے –
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
(من زعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً من كتاب الله فقد أعظم على الله الفرية) **(صحيح مسلم كتاب الإيمان- باب قول الله عزوجل ولقدراه نزلة أخرى٨/٢رقم الحديث ٢٨٧)**
"جوشخص یہ سمجھتا ہےکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی کوئی بات چھپالی ہے امت کو اس سےآگاہ نہیں کیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پربہت بڑا الزام لگایا"
اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دین میں شرک وبدعت کے ارتکاب سے آگا ہ کرگئے ہیں آپکا ارشاد ہے " جس نے میرے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جواسمیں سے نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے"(متفق علیہ) اورفرمایا " جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے خلاف ہے تو مردود ہے"
امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
(من ابتدع في الإسلام بدعة يراها حسنة او استحسن في الدين شيئا لم يكن فقد زعم أن محمدا خان الرسالة لأن الله يقول ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا ﴾ (سورة المائدة :٣) فما لم يكن في عهده دينا لا يكون اليوم دينا) – **(الإعتصام للشاطبي٤٩/١)**

"جس نے اسلام میں کسی بدعت کواچھا سمجھتے ہوئے ایجاد کیا یا دین میں کسی ایسی چیز کو اچھا سمجھا جو اس میں نہیں تووہ اس زعم میں مبتلا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نےرسالت میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"آج ہم نے تمہارےلئے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اورتم پراپنی نعمت تمام کردی اورتمہارے لئے اسلام کوبحیثیت دین پسند فرمایا ہے "توجوآپ کے دورمیں دین نہ ہو آج دین نہیں ہوسکتا"ا.ھ.

معلوم ہوا کہ خیروشرکے جتنے راستےتھے سب کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کوبتلاگئے ہیں اوردینی احکام سے متعلق کسی چیزکوتشنہ نہیں چھوڑا .

اوریہ دین قیامت تک محفوظ کردیا گیا ہے کیونکہ اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود رب کائنات نے لے رکھی ہے جیساکہ ارشاد باری ہے

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ سورة الحجر (٩)

"بے شک ہم نے ہی قرآن کونازل کیا ہے اورہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں " علماء کے مطابق آیت مذکورہ میں ذکرکا لفظ عام ہے جو قرآن وسنت دونوں کوشامل ہے اسلئے جس طرح قرآن محفوظ ہے اسی طرح حدیث بھی اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے تاہم اس حقیقت سے بھی انکارنہیں کہ مختلف ادوارمیں بہت سارے مکار وکذاب ودجال زنادقہ وملحدین اورقصہ گو وعاظ اوراسلام دشمن عناصرنے دین میں تحریف اوررخنہ اندازی کے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے ایسی روایتیں گھڑیں جنکا دورنبوت میں کہین نام ونشان نہیں تھا

مگرچونکہ دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لے رکھی ہے اسلئے ہردورمیں ایسےثقہ علماءومحدثین کوپیدا فرمایا جنہوں نے نہایت ہی محنت وعرق ریزی سے کتب احادیث سے ضعیف وباطل روایتوں کو کنگھال کردودھ کودودھ اورپانی کوپانی کرکے دکھایا چنانچہ انہیں ضعیف و وموضوع روایات میں سے ماہ شعبان اور شب براءت(١٥شعبان) کی فضیلت سے متعلق چند روایات بھی ہیں جنکو محدثین کرام نے سنت مطہرہ سے کنگھال کرامت کے سامنے بے نقاب کیا ہے آئیے ان روایات کا بغورجائزہ فرمائیں اورلوگوں کوان کی ضعف کے بارے میں باخبرکریں نیز شب براءت سے متعلق بدعات کا سرسری جائزہ لے کرامت کواس بری بدعت سے آگاہ کریں.

(أ) ماہ شعبان سے متعق ضعیف وموضوع روایا ت:

1-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:(من صلى ليلة النصف من شعبان اثنتي عشرة ركعة يقرأ في كل ركعة قل هوالله أحد ثلاثين مرة لم يخرج حتى يرى مقعده من الجنة ويشفع فى عشرة من أهل بيته كلهم وجبت له النار)

"جس نے پندرہ شعبان کی رات بارہ رکعت نماز پڑھی اورہررکعت میں سورہ اخلاص تیس مرتبہ پڑھی تومرنے سے پہلے جنت میں اسکا ٹھکانہ دکھایا جائیگا اوراسکے گھروالوں میں ایسے لوگوں کے سلسلہ میں اسکی سفارش قبول کی جائے گی جن پرجہنم واجب ہوچکی ہوگی "-

اس حدیث کوبزارنے(كشف الأستار٢/٤٣٦) ، ،اورابن الجوزی نے(العلل المتنابیہ ٧٠/١)میں بیان کیا ہے.اس سند میں ہشام بن عبد الرحمن غیرمعروف ہیں اوراعمش مدلس ہیں . اس روایت

کے بارے میں امام بزارنے کہا کہ: اس حدیث کے بیان کرنے میں ہشام کا کوئی متابع نہیں .اورامام ابن الجوزی الموضوعات(١٢٩/٢) میں فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ اسمیں مجہول راویوں کی پوری جماعت پائی جاتی ہے..
اس طرح انکے علاوہ ابن قیم نے (المنارالمنیف ص(٩٩) ،رقم(١٧٧) میں، اورعلامہ سیوطی نے بھی (الآلی المصنوعہ(٥٩/٢) میں موضوع وخود ساختہ قراردیا ہے. اسی طرح ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ عن اخبارالموضوعہ میں بھی غیر صحیح قراردیا ہے.

2- حدیث : (رجب شهرالله وشعبان شهري ورمضان شهرأمتي)
" رجب اللہ کا مہینہ ہے اورشعبان میرامہینہ ہے اوررمضان میری امت کا مہینہ ہے " ابن حجرفرماتے ہیں کہ اسکو ابوبکر نقاش مفسرنے روایت کیا ہے
جسکے بارے میں حافظ ابوالفضل محمد بن ناصرنے اپنی کتاب امالی میں فرماتے ہیں کہ: نقاش دجال اورحدیث گھڑنے والا ہے ابن دحیہ نے کہا ہے کہ : یہ حدیث موضوع ہے دیکھئے،(تبیین العجب بما فی فضائل شہررجب لابن حجر ص(١٣-١٥) .
اس حدیث کو علامہ ابن الجوزی نے (الموضوعات٢٠٥/٢)اور علامہ صغانی (الموضوعات ص(٦١)حدیث:١٢٩) اورعلامہ سیوطی نے(الآلی المصنوعہ(١١٤/٢)میں بھی موضوع قراردیا ہے.

3-(عن معاذ بن جبل رضى الله عنه قال: (من أحيا الليالي الخمس وجبت له الجنة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان)

" یعنی جس نے پانچ راتوں کو جاگ کرعبادت کی اسکے لئے جنت واجب ہوگئی ذی الحجہ کی آٹھویں ،نویں اوردسویں رات، عید الفطرکی رات اورپندرہ شعبان کی رات-"

اس حدیث کی تخریج ابن ابی عاصم (السنۃ ١/٢٢٤) ابن حبان(الإحسان(٧/ ٤٧٠) طبرانی نے (مجمع الزوائد ٨/ ٦٥) اوربیہقی (بحوالہ مرعاۃ المفاتیح ٤/٣ ٤١) نے کی ہے اس حدیث میں مکحول شامی کا لقاء مالک بن یخا مرسے ثابت نہیں ہے اورمکحول بکثرت ارسال کرتے ہیں (تقریب التہذیب:٥٤٥)

اسلئے امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان انقطاع ہے. لہذا دونوں کے درمیان انقطاع کی وجہ سے حیدیث ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تومیرے والد نے اس حدیث کو منکرکہا (العلل المتناہیہ ٢/ ١٧٣)

علامہ محدث عبید اللہ رحمانی مبا رکپوری نے اس حدیث کوضعیف قراردیا ہے (مرعاۃ ۳۴۲/۴) اسی طرح علامہ البانی نے بھی(ضعیف الترغیب والتربیب) میں ضفیف قراردیا ہے.

4 -حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت :

(ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: یا علی من صلی مأة رکعة في لیلة النصف من شعبان یقرأه في کل رکعة بفاتحة الکتاب وقل هو اللہ أحد عشرمرات قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یا علی ما من عبد یصلی هذه الصلوات إلا قضی اللہ عزوجل کل حاجة طلبها تلك اللیلة ...الخ)

"رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم نے فرمایا : اے علی! جس نے بھی پندرہ شعبان کی رات سورکعت نماز پڑھی اورہررکعت میں

سورہ فاتحہ وقل ھواللہ أحد دس بارپڑھا –پھرآپ نے فرمایا :اے علی! جوبندہ بھی ان نمازوں کو ادا کرتا ہے تواللہ اس کی تمام حاجتوں کوجواس رات طلب کرتا ہےپوری کردیتا ہے"-

امام شوکانی(الفوائدالمجموعہ ص(۵۱،۵۲)میں فرماتے ہیں کہ:
"یہ حدیث موضوع ہے اوراس حدیث میں رات کا اہتمام کرنے والوں کے لئے جسقدرثواب کی تصریح کی گئی ہے ارباب بصیرت کے نزدیک اس روایت کے ضعیف ہونے کے لئے یہی کافی ہے – اوراس حدیث کے رجال مجہول ہیں اوریہ حدیث دوسرے طرق سے بھی روایت کی جاتی ہے لیکن تمام طرق موضوع ہیں اوراسکے رواۃ مجہول ہیں.

اور" المختصر" میں فرماتے ہیں کہ پندرہ شعبان کی نمازکی حدیث باطل ہے"

امام ابن القیم " المنارالمنیف ص (۹۸)،رقم(۱۷٦) " میں اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

(والعجب ممن شم رائحة العلم بالسنن أن يغتر بمثل هذا الهذيان ويصليها وهذه الصلاة وضعت في الإسلام بعد الأربع مئة ونشأت من بيت المقدس فوضع لها عدة أحاديث) – 176

": حیرت ہے کہ کوئی سنت کے علم کی خوشبو پاتا ہو اورپھربھی اس قسم کی فضول باتوں سے دھوکہ کھا ئے،اوراسکوپڑھے؟! یہ نماز اسلام میں چارسو سال کے بعد بیت المقدس کے علاقے می پڑھی گئی اورپھراسکے بارے میں بہت سی احادیثیں گڑھی گئیں"

اس طــرح اس حــديث کــو ابــن الجــوزی نـــے (الموضــوعات۲ /۱۲۹،۱۲۸،۱۲۷) میں تین طرق سے ذکرکرنے کےبعد فرمایا ہے کہ اس حدیث کے موضوع ہونے کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں اسکے تینوں طرق میں مجہول اورسخت ضعیف راوی ہیں، اس حــدیث کــو علامــہ ســیوطی نـــے بھــی(الآلــی المصنوعہ۲/۵۹،۵۸،۵۷)میں موضوع قراردیا ہے

بعض من گھڑت روایت میں اس نمازکے پڑھنے والے کیلئے اجر وثواب کچھ اسطرح وارد ہوا ہے :" اوراللہ اسے بہت سے انعا م دیگا اورستربزارحوریں دی جائیں گی اورستربزاردرمیانی عمرکے بچے اورستربزارچھوٹی عمرکے بچے ...الخ ")

5- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث:

(عن عروة عن عائشة قالت: فقد ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات ليلة فخرجت فإذا هوبالبقيع رافع رأسه إلى السماء فقال لي كنت تخافين أن يحيف اللہ عليك ورسوله؟ قالت :قلت ظننت أنك أتيت بعض نسائك فقال: إن اللہ عزوجل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا فيغفرفيها لأكثرمن عدد شعرغنم بني كلب) " حضرت عروہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے ایک رات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہیں پایا –میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل پڑی توکیا دیکھتی ہوں کہ آپ مدینہ کی قبرستان بقیع میں اپنا سرآسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں – آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں یہ ڈرتھا کہ اللہ اوراسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پرظلم کریں گے؟ میں نے کہا : مجھے گمان ہوا

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں میں سے کسی کے پاس گئے ہوں گے – آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :" اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات کو آسمان دنیا پرنزول فرماتا ہے اورقبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت کرتا ہے"-

اس حدیث کوامام احمد نے اپنی مسند(٢٣٨/٦)میں امام ابن ماجہ نے اپنی سنن(٤٤٤/١)کتاب اقامۃ الصلاۃ رقم الحدیث(١٣٨٩)اورابن الجوزی نے العلل المتناہیہ(٦٦/٢)میں روایت کیا ہے، اورامام ترمذی نے اپنی سنن(١٢١/٢)ابواب الصوم حدیث٣٦٧)میں روایت کیا ہے اورفرمایا کہ(حدیث عائشہ لا نعرفہ إلا من هذا الوجہ من حديث الحجاج،وسمعت محمدا-يعني البخاری-يقول:يضعف بذا الحديث،وقال:يحيى بن ابي كثيرلم يسمع من عروة،قال محمد:والحجاج لم يسمع من يحيى بن أبي كثير .ا.ھ.)

اس حدیث کو امام ترمذی اپنی سنن میں نقل کرکے فرماتے ہیں کہ :"حضرت عائشہ کی حدیث کو ہم صرف حجاج بن ارطاط کے طریق سے جانتے ہیں، اورمیں نے امام بخاری کو سنا وہ اس حدیث کو ضعیف قراردے رہے تھے وہ کہتے تھے یحیی'بن ابی کثیرنے عروہ سے نہیں سنا ہے اورحجاج نے یحي'بن ابی کثیرسے نہیں سنا ہے " -

امام ابن الجوزی نے(العلل المتناہیہ ٦٦/٢ حدیث ٩١٥)میں امام ترمذی کے کلام کونقل کرنے کے بعد فرمایا: کہ دارقطنی نے کہا کہ(قد روي من وجوه وإسناده مضرب غيرثابت .ا.ھ. یعنی"یہ حدیث کئی طرقوں سے مروی ہے اوراسکی سندمضطرب وغیرثابت

ہیں" اسی دارقطنی کے کلام کو(اسنی المطالب ص٨٠) میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف ترمذی(٧٣٩)وضعیف ابن ماجہ (١٣٨٩) میں ذکرکیا ہے۔

گویا کہ یہ حدیث اپنی اسناد کے لحاظ سے دو جگہ منقطع ہے اورحجاج اوریحیی' دونوں مدلس ہیں اوردودوجگہ انقطاع پایا جاتا ہے، **الحاصل یہ حدیث ضعیف ہے** کیونکہ اسکے سلسلہ رواۃ میں حجاج بن ارطاۃ ہیں جنکو تمام محدثین نے باتفاق ضعیف قراردیا ہے۔

پھراس واقعہ کی صحت میں بھی نظرہے کیونکہ اتنا بڑا ثواب کا کام اورآپ اپنی چہیتی بیوی کوبھی نہ خبرکریں البتہ اس حدیث کے بالمقابل صحیح روایت مؤطا وسنن نسائی میں ملتی ہے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی بریرہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلنا ثابت ہے۔ جو اس طرح ہے (عن عائشۃ قالت : قام رسول اللّٰه ذات ليلة فلبس ثيابه ثم خرج قالت :فأمرت جاريتي بريرة تتبعه فتبعته حتى جاء البقيع فوقف في أدناه ما شاء اللّٰه أن يقف ثم انصرف فسبقته بريرة فأخبرتني فلم أذكرله شيئاً حتى أصبحت ثم ذكرت ذلك له فقال :إني بعثت إلى أهل البقيع لأصلي لهم)

" ایک رات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اوراپنے کپڑےپہنے پھرنکلے (حضرت عائشہ کہتی ہیں) میں نے اپنی لونڈی بریرہ کو حکم دیا کہ آپ کے پیچھے جائیں وہ آپکے پیچھے گئیں یہاں تک کہ آپ جنت البقیع گئے اوروہاں ٹہرے جتنا اللہ نے چاہا،پھرآپ پلٹے اوربریرہ آپ سے سبقت کرگئیں

اورمجھے خبرکیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عائشہ) سے کچہ بھی نہ ذکرکیا یہاں تک کہ صبح ہوگئ ،پھرمیں (عائشہ) نے ان سےذکرکیا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں اہل بقیع کے پاس بھیجا گیا تھا تاکہ ان کے لئے دعائیں کروں"-

اس حدیث سے پندرہ شعبان کی تخصیص اسکی فضیلت اورقبرپرچراغاں وغیرہ لے کرجانے کی کوئی دلیل نہیں ملتی نہ ہی اسمیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ کی تلاش میں نکلنا ثابت ہے بلکہ وہ بریرہ جو آپ کی لونڈی تھیں .

6-حضرت علی رضی اللہ عنه کی حدیث:

(عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:(إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا فيقول ألا من مستغفرلى فأغفرله ألا مسترزق فأرزقه،ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر)

" رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما یا جب نصف شعبان کی رات ہو تورات میں قیام کرو اوردن میں روزہ رکھو ، کیونکہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت اس شب میں آسمان دنیا کی جانب نزول فرماتا ہے اورکہتا ہے کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اسکی مغفرت کروں- ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق دوں، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا کہ میں اسے عافیت دوں ،اس طرح کے ارشادات فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجرطلوع ہوجاتی ہے –"

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ- باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان۱/ ۴۴۴)

اس حدیث کا ایک روای ابن ابی سبرہ ہےجس کی کنیت ابو بکرہے اسکے بارے میں علامہ بوصیری نے زوائدابن ماجہ(۱۰/۲) میں کہا ہے کہ:" امام احمد اورابن معین کہتے تھے کہ یہ حدیثیں‌وضع کرتا ہےا.ھ.

امام نسائی کہتے ہیں یہ متروک ہے (تہذیب التہذیب۱۲/۴۸)

ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ ثقہ راویوں سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے اس کو حجت بنانا صحیح نہیں (تہذیب التہذیب۱۲/۴۸) اسکا ایک راوی عبدالرزاق بن ہمام ہے جس کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں کہ انکی آخرکی روایات منکرہیں(میزان الإعتدال ۲/۱۶۰)

اورابن حجرنے تقریب (۳۹۷/۲) میں فرماتے ہیں کہ محدثین نے اسے وضاع قراردیا ہے.اور امام عقیلی نے بھی (الضعفاء الکبیر۲/۲۷۱) میں اسے وضاع ہی ٹھرایا ہے.

اس حدیث کے سلسلے میں عبد الرحمن محدث مبارکپوری (تحفۃ الأحوذی۲/۵۳) فرماتے ہیں **(لم اجد فی صوم یوم لیلۃ النصف من شعبان حدیثا مرفوعا صحیحا واما حدیث علی الذی رواہ ابن ماجۃ بلفظ إذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقومواليلها وصوموا نهارها فقد عرفت أنہ ضعیف جدا"**

اس سے قبل لکھتے ہیں

" وفی سندہ ابوبکربن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرہ القرشی العامری المدنی قیل اسمہ عبد اللہ وقیل قد ینسب إلی جدہ رموہ بالوضع کذا فی التقریب وقال الذہبی فی المیزان:" ضعفہ

البخاری وغیرہ ،وروی عبداللّٰہ وصالح ابنا احمد عن ابیھما قال :کان یضع الحدیث، قال النسائی:متروک)

یعنی مجھے پندرہ شعبان کے روزے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث مرفوع نہیں ملی اورحضرت علی کی حدیث (فقوموا لیلھا وصوموانھارھا) سخت ضعیف ہے کیونکہ اسکا ایک راوی ابوبکربن عبد اللّٰہ بعض محدثین کے نزدیک متہم بالکذب ہے اورامام بخاری نےاسے ضعیف کہا ہے اورامام احمد نےکہا ہے کہ وہ حدیث گڑھتا تھا اورامام نسائی نے فرمایا کہ وہ متروک ہے بعض محدثین نے اس سے روایت کرنا چھوڑدیا ہے".ا.ھ

اس حدیث میں اللّٰہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پرنزول فرمانے کا جوذکرہوا ہے وہ بخاری ومسلم کی حدیث کے مطابق ہرشب کیلئے ہے اسے شب براءت کے لئے خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں-

اسی طرح اس حدیث کو علامہ البانی نے بھی ضعیف ابن ماجہ (١٣٨٨) ضعیف الجامع الصغیر(٦٥٣) میں ضعیف گردانا ہے.

٧-حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ کی روایت :

(فإن أصبح ذالك اليوم صائما كان كصيام ستين سنة ماضية وستين سنة مقبلة)رواه ابن الجوزی في الموضوعات وقال موضوع واسناده مظلم (تحفة الأحوذي للمباركفوري ٣/ ٣٦٨)

" شب براءت کا ایك روزہ ساٹھ سال گزشتہ اورساٹھ سال آئندہ کے روزے کے برابرہے امام ابن جوزی نے اسکو اپنی کتاب موضوعات میں روایت کیا ہے اورکہا ہے کہ اسکی اسناد تاریک ہے".-

٨-ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (إن اللہ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفرلجمیع خلقہ إلا لمشرک أو مشاحن)
" اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو بندوں کی طرف جھانک کرمشرک یا کینہ پرورشخص کوچھوڑکراپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے"(سنن ابن ماجہ ١/٤٤٥)کتاب اقامةالصلاة رقم(١٣٩٠)
اس حدیث کو طبرانی اورابن حبان نےبھی روایت کیا ہے اس حدیث کے بارے میں علامہ بوصیری نے(زوائدابن ماجہ٢/١٠)میں کہاہے کہ: ابو موسیٰ کی حدیث کی سند عبداللہ بن لہیعہ کے ضعف اورولید بن مسلم کی تدلیس کے سبب ضعیف ہے"ا.ھ. گویا کی اس روایت کی سند میں عبد اللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے اورمزید یہ کہ اس میں انقطاع بھی ہے. مزید جانکاری کیلئے دیکھئے الجرح والتعدیل(٥/٦٨٢) المجروحین(٢/١١)میزان الإعتدال(٢/٤٧٥) تقریب(١/٤٤٤).اورالمعجم الکبیروالأوسط للطبرانی ومجمع الزوائد (٨/٦٥) للهيثمي
٩- حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ کی روایت :(یطلع اللہ إلی جمیع خلقه لیلة النصف من شعبا ن فیغفرلجیمع خلقه إلا المشرك أو مشاحن)
(رواه ابن ماجه اقامة الصلاة- باب ماجاء في لیلة النصف من شعبان ١/٤٤٥)

تخریج: اس حدیث کو بزارنے(کشف الأستار۲/۴۳۰)ابن خزیمہ نے التوحید(۳۲۶/۳)ابن ابی عاصم نے(السنة۴/۲۲۱) لالکائی نے(شرح الإعتقاد۴۳۸/۵) بیہقی نے (الترغیب۲۳۸/۷) اسمیں مدار عبدالملک پرہے

بخاری نے کہا کہ ان کی حدیثیں محل نظرہے. ذ ھبی نے کہا کہ امام بخاری نے فی حدیثہ نظرکہ کرانکی یہی حدیث مرادلی ،ابن حبان نے کہا کہ عبدالملک کی حدیثوں کی متابعت کوئی نہیں کرتا (میزان۲/۶۵۹) واضح ہوکہ امام بخاری کا فی حدیثہ نظرکہنا شدید ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے حافظ ابن حجرنے ابن عدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عبد الملک اس حدیث سے معروف ہیں اورعمروبن الحارث کے علاوہ کوئی ان سے یہ حدیث روایت نہیں کرتا اوریہ حدیث اس سند سے منکرہے(لسان المیزان۴/۶۷)

اسی طرح اس حدیث کے راویوں میں مصعب بن ابی ذئب ہیں ابوحاتم نے ان کوغیرمعروف کہا ہے (الجرح والتعدیل۸/۳۰۷)

حکم حدیث- بزارکی رائے ہے کہ حدیث کی سند اگرچہ ضعیف مگرراوی ابوبکر ہیں اسلئے ان کی عظمت حدیث کوتقویت بخشتی ہے اورعبد الملک غیرمعروف ہیں پھربھی اہل علم نے اس حدیث کوبیان کیا ہے اورپسند فرمایا ہے

علامہ ہیثمی نے بزارکی رائے کی تردید کی ہے اوراسے ساقط اورناقابل اعتبارگردانا ہے-(کشف الأستار۲/۴۳۵)

۱۰-انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ماہ رمضان کے بعد کس ماہ میں

روزہ افضل ہے؟(قال:شعبانَ لتعظیم رمضان، قال فأی الصدقۃ أفضل؟ قال:الصدقة في رمضان)

" ماہ رمضان کی تعظیم میں شعبان کا روزہ رکھنا پھردریافت کیا گیا کس ماہ میں صدقات وخیرات کرنا افضل ہے ؟ فرمایا ماہ رمضان میں صدقات وخیرات کرنا"

اس حدیث کوترمذی نے اپنی سنن٢/٨٦)ابواب الزکاۃ حدیث(٦٥٧) میں روایت کرنے کے بعد فرمایا :یہ حدیث غریب ہے اورصدقہ بن موسی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے"اسی طرح طحاوی نے(شرح معانی الآثار٢/٨٣) باب الصوم بعد النصف من شعبان میں اور بغوی نےشرح السنۃ(٦/٣٢٩) کتاب الصیام حدیث(١٧٧٨) میں روایت کیا ہے .اورابن الجوزی نے(العلل المتناہیہ ٢/٦٦,٦٥، حدیث (٩١٤)میں روایت کرنے کے بعد فرمایاکہ:

" یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں صدقہ بن موسی'راوی ہے جسکے بارے میں یحیی' بن معین نے کہا :صدقه بن موسی کچھ بھی نہیں"ا.ھ اور ابن حبان نے کہا کہ:"حدیث صدقہ کے فن میں سے نہیں" جب وہ روایت کرتا ہے تو حدیثوں کو الٹ دیتا ہے جس سے وہ احتجاج کی حد سے نکل جاتا ہے"أ.ھ. اسکے علاوہ یہ حدیث ابوہریرہ کے صحیح حدیث کے مخالف ہے کہ جس میں ماہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا ہے"(افضل الصیام بعد شھررمضان شھراللّٰہ المحرم) (صحیح مسلم)

١١- حدیث ابوامامہ (خمس لیال لا ترد فیھن الدعوۃ،أول لیلۃ من رجب ، ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الجمعۃ ولیلۃ الفطرولیلۃ النحر) "پانچ راتیں ایسی ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی

ماہ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان (۱۵) کی رات جمعہ کی رات، عید الفطرکی رات اور عید الأضحیٰ کی رات "

موضوع ہے ضعیف الجامع الصغیرللالبانی (۲۸۵۲)

اسکی سند میں ابو سعید بندارین عمرین محمد بن الرویانی نامی راوی ہے جسے محدثین نے کذاب ووضاع قراردیا ہے.

۱۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: (هل تدرين ما هذه الليلة؟ يعني ليلة النصف من شعبان ، قالت: ما فيها يا رسول الله؟ فقال : فيها أن يكتب كل مولود من بني آدم في هذه السنة" وفيها أن يكتب كل هالك من بنى آدم في هذه السنة وفيها ترفع أعمالهم وفيها تنزل أرزاقهم) "کیا تم جانتی ہو یعنی نصف شعبان کی رات کون سی رات ہے ؟عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کےرسول ! اس میں کیا ہوتا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :" اس رات میں بنی آدم کے اس سال پیدا ہونے والے بچوں کے بارے میں لکھا جاتاہے،اسمیں بنی آدم کے برفوت ہونے والے انسان کے متعلق لکھا جا تا ہےاسمیں انکے اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اوراسمیں انکا رزق نازل کیا جاتا ہے "

ضعیف: اس روایت کے متعلق شیخ البانی فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی سند کا علم نہیں ہوسکا البتہ اسکے متعلق غالب گمان یہی ہے کہ ضعیف ہے (مشکاۃ المصابیح تخریج ألبانی ۱/409)

۱۳- بعض علماء نے پندرہ شعبان کے روزہ کا ثبوت حدیث کے اس لفظ سےأخذکیا ہے: (أما سمعت من سررشعبان)

اسکا جواب یہ ہے کہ" سرر"کا ترجمہ نصف شعبان صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے مہینہ کا آخری د ن مراد ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے(باب الصوم من آخرالشہر (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصوم من آخرالشہر۴/۲۸۸-۲۸۹) اس باب میں یہی حدیث سررشعبان ذکرکیا ہے.

۱۴- حدیث حضرت عبد اللہ بن عمروبن العاص کی روایت –

(عن ابی عمرمرفوعا : (من قرأ ليلة النصف من شعبان ألف مرة قل هو الله أحد في مأة ركعة لم يخرج من الدنيا حتى يبعث الله إليه في منامه مأة ملك ثلاثون يبشرونه بالجنة وثلاثون يؤمنونه من النار وثلاثون يعصمونه من أن يخطى وعشريكيدون من عاداه) (مسند احمد ١٧٦/٢)

" عبداللہ بن عمروبن عاص رضي الله عنهما رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس نے پندرہ شعبان کی رات میں سو رکعت کے اندرایک ہزارقل ہو اللہ أحد پڑھ لیا تو وہ دنیا سے روانہ نہیں ہوگا- یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس خواب میں سو فرشتے بھیجے گا تیس جنت سے نجات کی بشارت، تیس جہنم سے نجات ،اورتیس لغزشوں اورغلطیوں سے بچائیں گے اوراس کے علاوہ دس دشمنوں کا دفاع کریں گے"-

امام احمد نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اسکی سند میں ابن لہیعہ مختلط ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں اورحی بن عبد اللہ یہ صدوق راوی ہیں، کبھی وہم بھی ہوجاتا ہے صغارتابعین کا زمانہ پایا ہے مگرکسی صحابی سے ان کی ملاقات نہیں

حافظ منذری نے اس حدیث کوضعیف قراردیا ہے (بحوالہ مرعاۃ المفاتیح ۳۴۲/۴، الترغیب ۴۶۰/۳) امام ابن جوزی نے(الموضوعات الکبری' ۱۲۵/۲)ابن عراق نے (تنزیہ الشریعہ ۹۳/۲) اورامام سیوطی نے (اللألی المصنوعہ۵۹/۲)میں اسے موضوع کہا ہے

۱۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوپندرہ شعبان کی رات میں دیکھا آپ نے چودہ رکعت پڑھی پھربیٹھے اورچودہ مرتبہ سورہ فاتحہ ،چودہ مرتبہ قل أعوذبرب الناس ،اورایک مرتبہ آیۃ الکرسی اورآیت " لقد جاءکم رسول.. إلی آخرہ پڑھی" میں نے فراغت کے بعد آپ کےاس عمل کے بارے میں پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے اس عمل کی طرح کیا اسے بیس حج مبرور اوربیس سال کے روزوں کا ثواب ملے گا اوراگراس دن کا روزہ رکھ لیا تو اسے دوسال کے روزوں کا ثواب ملے گا "

امام بیہقی ، زرقانی ،ابن الجوزی ،ابن عراق ،اورامام سیوطی نے اسے ضعیف اورموضوع ہونے کا حکم لگایا ہےدیکھئے۔ (الموضوعات ۱۳/۲)،تنزیہ الشریعہ ۹۳/۲)، اللآلی المصنوعۃ۳/ ۶۰)

پندرہ شعبان کی رات میں متعدد روایتیں ہیں اورسب کی سب ضعیف یا موضوع ہیں جن سے استدلال کرنا درست نہیں ہے ضعیف حدیث کے سلسلہ میں ایک اہم قاعدہ شیخ الإسلام امام ابن تیمیہ نے ذکرکیا ہے فرماتے ہیں :

"ضعیف حدیثوں پرعبادات کے باب میں اس وقت عمل کیا جائے گا جب کہ اسکی اصل صحیح دلیل سے ثابت ہو لیکن پندرہ

شعبان کی رات کو منانے والے جشن کے بارے میں کوئی دلیل اصل نہیں ہے"(اقتضاء الصراط المستقیم۲/۲۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پندرہ شعبان کی شب کی فضیلت میں جتنی روایات ہیں سب باطل اورضعیف ہیں" اگریہ شب فضیلت کا حامل ہوتی توآپ ضرور امت کوباخبرکرتے . **یہ تو پانچویں صدی ہجری کی ایجاد کردہ بدعت ہے جیساکہ امام مقدسی نے اس سےآگا ہ کیا ہے کہ:**

"ہمارے یہاں بیت المقدس میں صلاۃ الرغائب کا روزہ تھا نہ صلاۃ شعبان کا، صلاۃ شعبان کا وجود ہمارے یہاں سب سے پہلے ٤٤٨ ھ میں ہوا- ایک شخص ابن ابی الحمراء نابلس سے بیت المقدس آیا وہ قرآن مجید بہت اچھا پڑھتا تھا، وہ پندرہ شعبان کی رات میں مسجد اقصیٰ میں نمازپڑھنے کھڑا ہوا-اس کے حسن قراءت سے متاثرہوکرایک شخص اسکے پیچھے کھڑا ہوگیا- پھرایک اورشخص کھڑا ہوگیا، پھرتیسرا ،چوتھا ،پانچواں ،غرضیکہ اس طرح کافی لوگ اسکے پیچھے کھڑے ہوگئے- پھردوسرے سال بھی پندرہ شعبان کی شب میں آیا اورحسب سابق کافی لوگوں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی ، پھرسال بہ سال یہ نماز ہونےلگی اوراس طرح یہ بدعت رفتہ رفتہ زورپکڑگئی ، اوریہ سلسلہ اب تک جاری ہے اورحقیقت یہ ہے کہ دین میں اضافے ایسے ہی کسی طرح ہوتے رہے اوررفتہ رفتہ جزدین بنالئے گئے اوردین کی اصل تصویرمسخ کرڈالی گئی"

البتہ ماہ شعبان میں صحیح احادیثوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت روزہ رکھنا ثابت ہے جواسکی فضیلت کے لئے کافی ہے وہ احادیثیں مندرجہ ذیل ہیں:

ماہ شعبان سے متعلق چند صحیح احادیثیں

۱-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں انہوں نے کہا (کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر، ویفطرحتی نقول لا یصوم وما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہرإلا رمضان ،ومارأیتہ اکثرصیاما منہ فی شعبان) متفق علیہ

" رسول صلی اللہ علیہ وسلم برابرروزہ رکھتے چلے جاتے یہاں تک کہ ہم یہ کہنے لگتے کہ اب افطارنہیں کریں گے ،اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ چھوڑتے چلے جاتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے روزہ کو مکمل کرتے نہیں دیکھا ،اور ماہ شعبان کے مقابلے میں زیادہ روزہ رکھتے کسی مہینے میں نہیں دیکھا-"

۲- ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا-(مارأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شہرین متتابعین إلا شعبان ورمضان) (احمد ونسائی، ترمذی طحاوی)
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان ورمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں مسلسل روزہ رکھتے نہیں دیکھا.

۳-اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ میں نے کہا :اے اللہ کے رسول ! میں آپ کو کسی بھی مہینے میں اتنا زیادہ روزہ رکھتے نہیں دیکھتا جتنا کہ آپ شعبان مین رکھتے ہیں؟ تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:(ذاک شہریغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو

شہرترفع فیہ الأعمال إلی رب العالمین فأحب أی یرفع عملی وأنا صائم)   (احمد نسائی ، البانی نے اسے حسن کہا ہے(۱۸۹۸)
" یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غفلت کا شکا رہیں ،جورجب ورمضان کے بیچ ہے، اور شعبان وہ مہینہ ہے جس میں رب العالمین کے پاس اعمال اٹھائے جاتے ہیں ،لہذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ بحالت روزہ میرا اعمال اٹھایا جائے ،
ان احادیث سے ماہ شعبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے روز ے رکھنے کا ثبوت ملتا ہے جوماہ شعبان کی فضیلت کیلئے کافی ہے اوریہ رمضان جیسے مقد س مہنہ کیلئے بطورتمہید تھی.البتہ بعض احادیث میں جوپندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے تویہ اس شخص کیلئے ہے جوعمدا ایسا کرے البتہ جسکی عادت پندرہ شعبان سے پہلے رکھنے کی ہوجیسے ایام بیض کے روزے تیرہویں چودہویں پندرہویں یا ایک دن افطار اوردوسرے دن روزہ رکھتا ہو توایسا شخص پندرہ شعبان کے بعد بھی روزہ رکھ سکتا ہے اسطرح نفی واثبات والی حدیثوں کے مابین جمع وتطبیق ہوجاتی ہے جسکی تفصیل سوال وجواب کے شکل میں آگے آرہی ہے

(ب) پندرہ شعبان کا روزہ اوراس رات میں عبادت کا حکم؟

(أ) علامہ عبید اللہ رحمانی مبا رکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں "الحاصل أنہ لیس فی صوم یوم لیلۃ النصف من شعبان حدیث مرفوع صحیح أو حسن أوضعیف ضعیف الضعف ولا أثرقوی أوضعیف" (مرعاۃ المفاتیح ۴/۳۴۴)

" یعنی پندرہویں شعبان کے روزہ رکھنے کے بارے میں کوئی مرفوع حدیث صحیح یا حسن یا ایسی ضعیف روایت جسکا ضعف معمولی ہے مروی نہیں ہے اورنہ کوئی اثرقوی یا ضعیف ہی موجود ہے"

البتہ ما ہ شعبان کا مہینہ عظمت وبزرگی والا ہے اسمیں روزہ رکھنا مسنون ہےخاص کرکے ایام بیض تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ میں مگرروزہ کے لئے کوئی تاریخ یادن معین ومقررکرنا **بالخصوص پندرہ شعبان کا روزہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں**

(ب) پندرہویں شعبان کی رات کے بارے میں اسلامی قرون وسطی' میں دونظرئے قائم ہیں جنکا اثرآج انتہائی عروج کےساتہ پا یاجاتا ہے- حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے چنانچہ اپنی کتاب لطائف المعارف میں رقم طراز ہیں کہ :"پندرہ شعبان کی رات کی شام کے تابعین میں سے خالد بن معدان،مکحول اورلقمان بن عامروغیرہ کافی تعظیم کرتے تھے اوراسمیں بڑی

عبادت کرتے تھے اورانہیں سے لوگوں نے اس رات کی فضیلت وعظمت کو لیا ہے.اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں انہیں اسرائیلی روایات موصول ہوئی تھیں(،جب شہروں میں اسکی کافی شہرت ہوگئی تولوگوں نے اس سلسلے میں اختلاف کیا .بعض لوگوں نے اسے قبول کیا اوراسکی تعظیم پرموافقت کی .انہیں میں سے اہل بصرہ کے عباد وزہاد وغیرہ کی جماعت ہے.اورعلماء حجازکے اکثرلوگوں نے اسکی تردیدکی.انہیں میں سے عطاء ،ابن ابی ملیکہ ، ہیں اورعبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فقہاء مدینہ کے بارے میں بھی نقل کیا ہے.اوریہی امام مالک کے اصحاب وغیرہ کا بھی قول ہے.ان لوگوں نے اس عمل کوبدعت قراردیا ہے.

پھرعلماء اہل شام کے مابین اس رات کے قیام کے صفت میں اختلاف ہوا،ان میں سے ایک فریق نے مساجد میں اجتماعی شب بیداری کومستحب گردانا چنانچہ خالد بن معدان ،لقمان بن عامروغیرہ اس رات اچھے لباس زیب تن کرتے اوربخوروسرمہ استعمال کرتےاورمساجد میں رات کا قیام کرتے تھے.اوران کی اس عمل میں اسحق بن راہویہ نے بھی موافقت کی ہے اوروہ بھی اس رات کو مساجد میں اجتماعی طورپرقیام کومستحب گردانتے ہیں.اوراسے بدعت نہیں مانتے.

اوردوسرافریق اس رات کومساجدمیں نمازودعا وغیرہ کیلئے اجتماع کو مکروہ گردانتا ہے البتہ ان کے نزدیک انفرادی طورپراس رات نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں .اوریہی شام کے امام وفقیہ اوزاعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے.اوریہی قول درستگی کے زیادہ قریب ہے ان شاء اللہ.ا.ھ.

مختصریہ کہ جمہور مساجد میں نمازودعا وغیرہ کیلئے پندرہ شعبان کی رات کواکھٹا ہونے کی کراھت پرمتفق ہیں .چاہے یہ اجتماع ہرسال ہو یا وقفہ کے ساتہ ہی کیوں نہ ہو سب بدعت میں داخل ہے.

البتہ گھرمیں انفرادی یا جماعت کے ساتھ اس رات عبادت کرنے میں تواسمیں بھی ان کے مابین اختلاف ہے.

١-اہل حجاز کے اکثرعلماء جیسے عطاء،ابن ابی ملیکہ ،فقہاء مدینہ اوراصحاب مالک وغیرہ تواس کوبدعت قراردیتے ہیں

٢-البتہ امام اوزاعی ،ابن رجب اورابن تیمیہ رحمہم اللہ اپنے گھروں میں انفرادی یا جماعت کے ساتھ پندرہویں شعبان کی رات کی عبادت کو مکروہ نہیں سمجھتے .

ابن تیمیہ رحمہ اللہ(اقتضاء الصراط المستقیم ص ٣٠٢) میں فرماتے ہیں:

(لکن الذی علیہ کثیرمن أهل العلم أو أكثرہم من اصحابنا وغیرھم علی تفضیلها وعلیہ یدل نص احمد لتعدد الأحادیث الواردة فیہا وما یصدق ذلک من الآثارالسلفیة

وقد روی بعض فضائلها فی المسانید والسنن وان کا ن قد وضع فیها اشیاء آخرفأما صوم یوم النصف مفردا فلا أصل لہ بل افرادہ مکروہ وکذلک اتخاذہ موسما تصنع فیہ الأطعمة وتظھرفیہ الزینة وھومن المواسم المحدثة المبتدعة التی لا أصل لہ.

"اکثرعلماءکے نزدیک پندرہ شعبان کی فضیلت ثابت ہے امام احمد کی نص بھی اس پردلالت کرتی ہے، اس بارے میں متعدد حدیثیں بھی مروی ہیں جن سے ایک دوسرے کی تائید ہوتی ہے اوراس بارے میں ہمارے اسلاف کرام کا تعامل بھی **ہے البتہ پندرہ شعبان کا روزہ بے ثبوت ہے ."**

لیکن کتاب وسنت کی نصوص کی روشنی میں جمہوری کا قول راجح ہے یعنی انفرادی طورپرہویا اجتماعی طورپرمساجد میں ہو یاگھرمیں کسی بھی صورت میں پندرہ شعبان کی رات کوعبادت کیلئےخاص کرنا درست نہیں ہے.

اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس بارے میں کچہ بھی ثابت نہیں سوائے بعض تابعین کے جیسا کہ ابن رجب نے ذکرکیا ہے لیکن وہ بھی بغیردلیل و استشہاد کے. جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بعد کی ایجادکردہ بدعت ہے،

اور خود ابن رجب کے قول کے مطابق :"شب براءت میں نفلی نماز اورشب بیداری کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورانکے صحابہ سے کچہ بھی نہیں ثابت ہے"

تو جس چیزکا شرعی دلائل سے مشروع ہونا ثابت نہ ہو کسی بھی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اسے دین میں ایجاد کرتا پھرے.چاہے وہ کام انفرادی طورپرکیا جائے یا اجتماعی ، خفیہ کیا جائے یا علانیہ،کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول عام ہے(من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو ردّ) "جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جوہمارے حکم کے خلاف ہو تووہ مردود ہے"

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کےسلسلے میں بعض ضعیف احادیث آئی ہیں جن پراعتماد کرنا درست نہیں اورجہاں تک اس رات میں نمازکی فضیلت کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں سب کے سب موضوع ومن گھڑت ہیں جیسا کہ اہل علم نے اس سے متبنہ کیا ہے." ا.ھ

اور امام ابوبکرالطرطوشی اپنی کتاب الحوادث والبدع میں فرماتے ہیں "ابن وضاح زید بن اسلم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مشائخ وفقہاء میں سے کسی کوبھی پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت کی طرف توجہ کرتے نہیں پایا اورنہ انہوں نے اس رات کو کسی رات پرفضیلت دی اورجب ابن ملیکہ سے کہا گیا کہ زیاد کا خیال یہ ہے کہ پندرہ شعبان کی رات کی عباد توں کا ثواب شب قدرکی عباد توں کے ثواب کے برابرہے توانہوں نے فرمایا

"اگرمیں سنتا اورمیرے ہاتھ میں ڈنڈا ہوتا تومیں اسے مارتا اورزیاد ایک قصہ گوتھا"

زید بن اسلم المتوفی ۱۳۶ھ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے اساتذہ اوراپنے دورکے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ لیلۃ البراءت کی جانب کوئی توجہ دیتے یا اسے دیگرروایتوں پرفضیلت دیتے ہوں

اورابن دحیہ کہتے ہیں شب براءت کی نمازوں کے بارے میں جتنی روایات ہیں سب موضوع ہیں ان میں سے ترمذی والی روایت منقطع ہے اورجوشخص ان روایا ت کو صحیح سمجھ کران پرعمل کرے وہ جھوٹ بولتا ہے اوروہ شیطان کا خادم ہے.

۲- ابن رجب کے قول کے مطابق کہ تابعین کو اس رات کی فضیلت میں کچھ اسرائیلی روایات پہنچی تھی تو اسرائیلی روایات کتاب وسنت کے نصوص کے مقابلے میں کب حجت بن سکتی ہیں اوریہ کہ لوگوں نے انہیں تابعین سے اس رات کی فضیلت کو اخذکی تو تابعین کا عمل کتاب وسنت کے خلاف کب حجت بن سکتی ہے؟

۳-خود پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے قائلین کے ہم عصرعلماء نے ان کی تردید کی ہے جیساکہ عطاء بن ابی رباح جومفتی وقت تھے اس کوبدعت قراردیا ہے۔

۴-اللہ کا آسمان دنیا پرنزول ہونا اورمغفرت کا سوال وغیرہ صحیح حدیث کے مطابق ہررات پچھلے پہرہوتا ہے لہذا پندرہ شعبان کی شب کی تخصیص درست نہیں۔

۵- گھروں میں انفرادی یا اجتماعی طورپراس رات میں عبادت کوجائز قراردینے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں جبکہ عدم جواز پرشرعی دلیل حدیث سے موجودہے(من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فہورد)۔ (دیکھئے البدع الحولیہ ص۲۹۵-۲۹۶)

شب براءت کی حقیقت

شب براءت شب فارسی کا لفظ ہے براءت یہ عربی کا لفظ ہے جسکے معنی: بے زاری ونفرت ظاہرکرنا ہے قرآن وحدیث کے نصوص میں یہ لفظ صرف اسی معنی میں ہی استعمال ہوا جیسا کہ سورہ توبہ میں ﴿بَرَاءةٌ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ﴾(سورة التوبة:۱) "بیزاری کا حکم اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان مشرکوں کو جن کے ساتھ تمہارامعاہدہ تھا"

اسی طرح حدیث میں (ثمَّ أردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعلی بن ابی طالب فأمرہ أن یوذن ببراءۃ) (صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب مایسترمن العورۃ ۱/۶۲۹)

"پھررسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بھیجا اورانہیں حکم دیا کہ وہ بیزاری کا اعلان کردیں"

لفظ براءت قرآن وحدیث میں بہت جگہوں میں آیا ہے اورہرجگہ اس کا معنی بیزاری اورنفرت کا ہے قرآ ن مجید کی آیات اوراحادیث سے یہ بات یقینی طورپرثابت ہوتی ہے کہ براءت اورتبرا ہم معنی ہیں لہذا یہ دونوں لفظ بیزاری کا معنی دیتے ہیں اورشب براءت کا معنی ہے "شب تبرا" یعنی بیزاری کی رات اوریہ بات قطعی طورپرثابت ہے کہ اس شب میں رافضی اپنے فرضی اورغائب امام کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں ،صحابہ کرام اورتمام مسلمانوں سے بے زاری کا اظہارکرتے ہیں.

یہ بھی ذہین نشین رہے کہ پانچویں صدی ہجری کی ابتدا تک حدیث وتفسیرکی جتنی بھی کتا بیں لکھی گئیں اوراس سلسلہ کی جتنی روایات ان کتابوں میں نقل کی گئیں ان میں کسی روایت میں لیلۃ البراءت کا لفظ قطعا نہیں پایا جاتا بلکہ ہرروایت میں آپ کو یہ لفظ ملیں گے "إذا کانت لیلۃ النصف من شعبان " یعنی جب نصف شعبان کی رات ہویہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسکا یہ نام پانچویں صدی کے آخرمیں رکھا گیا اوریہ نام رکھنے والے صوفیاء ہیں

(تذکرۃ الموضوعات ازعلامہ طاہربن علی الحنفی پٹنی متوفی ۹۸۶ھ)

اور شیعہ روایت کے مطابق ان کے گیارہویں امام حسن عسکری کے لڑکے امام غائب ہیں جوانتہائی کم عمری میں سنیوں کے خوف کی وجہ سے" سرّ" نامی غارمیں روپوش ہوگئے (شیعہ قوم آج تک انکے نکلنے کا انتظارکررہی ہے ،جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ولادت سرے سے ثابت ہی نہیں یہ افسانہ ہے

جولوگوں کو دھوکہ دینے اورباطل افکارونظریات کو رواج دینے کیلئے چندگمراہ اوریہودی الفکرلوگوں نے وضع کیا ہے)
جاتے جاتے امام غائب قرآن کا اصل نسخہ (جوکہ موجودہ قرآن سے کافی ضخیم اورمختلف تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوارحضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اورایک بڑا صندوق جس میں تمام انبیاء کرام کی نشانیاں تھیں اپنے ساتہ لے کرچلے گئے – ان کے اسطرح چھپ جانے کی وجہ سے انکوامام غائب کہا جاتا ہے- جب دنیا میں ایک وقت میں تین سوتیرہ اصلی شیعہ موجود ہوں گے تب غائب امام تمام چیزیں لے کردنیا میں آئیں گے- اورانکا اپنا اصلی قرآن رائج کرکے دنیا کے تمام سنیوں کا خاتمہ کریں گے- ماضی میں ہوئے شیعوں پرظلم وستم کا بدلہ لیں گے اورشیعوں کے ساتہ ناانصافی کا خاتمہ کر یں گے-یعنی شیعوں کے مطابق ہرطرف عدل وانصاف کا دوردورہ ہوگا اس بنا پرشیعوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ یہی امام غائب اصل میں امام مہدی علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح احادیث کے ذریعہ خبردی ہے چونکہ امام غائب کے غارسے نکلنے کا کوئی وقت شیعہ روایات سے ثابت نہیں، الإ یہ کہ دنیا میں تین سوتیرہ سچے شیعہ موجود ہوں اسلئے پندرہ شعبان کی رات کو جہاں ایک طرف شیعہ اما م غائب کی پیدائش کی خوشی میں حلوہ مانڈے پکاتے ہیں،چراغاں کرتے ہیں وہیں دوسری طرف شیعہ پندرہ شعبان کی رات کو غاروں میں دریاؤں اورکنوؤں پرجاکراپنے امام کے نام کی پرچیاں ڈالتے ہیں اوران سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم سنیوں کے ہاتہ بہت

تنگ آچکے ہیں للہ اب تو آپ تشریف لائیے اوران ملحدین (شیعہ خود کو مومن کہتے ہیں ،اپنے علاوہ کو عام طورپرملحد کہتے ہیں اوراگرتقیہ مقصود ہوتومسلمان کہتے ہیں) سے ہمیں نجات دلائیے .

شب براءت کی یہ حقیقت عام طورپرمسلمانوں سے پوشیدہ ہے اوراگربتائی جائے تو عام ذہن قبول نہیں کرتا اگرشب براءت شیعہ رات کہا جائے توبے جا نہ ہوگا.

لیلۃ مبارکہ سے کیا مراد ہے؟

قرآ ن مجید میں ہے:﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (سورة الدخان: ۳-۴)

" ہم نے اس قرآ ن کو مبارک رات میں اتارا ہے ہم لوگوں کو ڈرانے والے ہیں اسی مبارک رات میں ہرمحکم معاملہ طے پاتا ہے-"اس آیت کی تفسیرمیں عکرمہ رحمہ اللہ کا شاذ قول جوجمہورکے خلاف ہے جسمیں وہ فرماتے ہیں:"اس را ت سے مراد پندرہویں شعبان کی رات ہے ،جس میں سال بھرکے تمام فیصلے کئے جاتے ہیں ،مردوں سے زندوں کا نام لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس سال حج کرنے والوں کا نام بھی لکھا جاتا ہے ،اوراس میں کسی اضافہ وحذف کا امکان نہیں رہتا"ا.ھ.

اور جمہورکے نزدیک اس سے مراد شب قدرہے جمہورعلماء کا اس بات پراجماع ہے کہ قرآن مجید ماہ مبارک میں نازل ہوا ہے اورلیلۃ القدراسی ماہ رمضان کی ایک رات ہے کسی دوسرے مہینےمیں لیلۃ القدرنہیں ہوسکتی.

علامہ قرطبی ابن العربی رحمہ اللہ کے کلام کونقل کرکے فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا:" جمہورعلماء اس بات پرمتفق ہیں

کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدرہے،اورجن لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد پندرھویں شعبان کی رات ہے تویہ قول باطل ہے.کیونکہ اللہ نے اپنے محکم کتاب میں رمضان میں نزول کی تنصیص فرمائی ہے اورپھراس زمانہ کی تعیین لیلۃ مبارکہ سے کی گئی ہے لہذا جوشخص یہ خیال کرے کہ رمضان کے علاوہ وہ دوسری رات ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پربہت بڑا بہتان باندھا- اورشعبان کی پندرھویں تاریخ کے بارے میں کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس پراعتماد کیا جائے نہ صرف اس کی فضیلت کے بارے میں بلکہ اس شب زندگی وموت لکھے جانے کے بارے میں بھی کچہ وارد نہیں.لہذا اس کی طرف التفات نہ کرو"ا.ھ.
اوراسی طرح علامہ ابن کثیررحمہ اللہ نے اپنی تفسیرمیں اس رات سے شب قدرہی مراد لیا ہے.

اورعلامہ شوکانی رحمۃ اللہ اپنی تفسیرفتح القدیرمیں تحریرفرماتے ہیں کہ

لیلۃ المبارکۃ سے مراد شب قدرہے اس سے مراد پندرہ شعبان کی رات نہیں اسلئے کہ سورہ دخان والی آیت میں اگرچہ اس رات کو مجمل ومبہم رکھا ہے مگرسورہ بقرہ کی آیت میں اس رات کو واضح کردیا ہے کہ یہ رات رمضان کے مہینہ میں ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرماتا ہے

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ (سورة البقرة :۱۸۵)
"یعنیرمضان کا مہینہ ایک بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآ ن مجید نازل کیا گیا" پھراس کو سورۃ القدرمیں مزید وضاحت کردیا گیا ہے"

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (سورة القدر:١) "یعنی ہم نے اس قرآن کو شب قدرمیں نازل کیا"

ان واضح دلائل کے ہوتے ہوئے اختلاف اوراشتباہ باقی نہیں رہ جاتا کہ لیلۃ القدرسے مراد پندرہ شعبان کی رات ہے. پندرہ شعبان کا روزہ اوررات کی عبادت کسی صحیح احادیث سے ثابت نہیں-البتہ ماہ شعبان میں بکثرت روزہ رکھنا سنت سے ثابت ہے لیکن کسی خاص دن کی تخصیص کرنا صحیح نہیں ہے.

سوال : کیا پورے شعبان کے روزے رکھنا سنت ہے ؟

جواب:- شعبان کے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے مستحب ہیں ، حدیث میں بیان کیا گیاہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے :

ام سلمہ رضي اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

(میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی دو ماہ مسلسل روزے رکھتےہوئے نہیں دیکھا ، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کو رمضان کے ساتھ ملایا کرتے تھے) ۔

مسنداحمد حدیث نمبر (٢٦٠٢٢) سنن ابو داود حدیث نمبر (٢٣٣٦) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (١٦٤٨) ۔

اورابوداود کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں :

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے سال میں کسی بھی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھتے تھے ، لیکن شعبان کو رمضان

سے ملاتے) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابوداود (٢٠٤٨) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

لھذا اس حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان روزہ رکھا کرتے تھے ۔

لیکن احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے اکثر ایام کا روزہ رکھا کرتے تھے ۔

ام سلمہ رضي اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضي اللہ تعالی عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تووہ کہنے لگیں :

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنے لگتے تو ہم کہتیں کہ آپ تو روزے ہی رکھتے ہیں ، اورجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب نہیں رکھیں گے ، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اورمہینہ میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ، **آپ سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اکثر ایام روزہ رکھا کرتے تھے) صحیح مسلم حدیث نمبر (١١٥٦) .**

علماء کرام ان دونوں حدیثوں کو جمع کرنے میں اختلاف کرتے ہیں :

کچھ علماء کرام تو کہتے ہیں کہ یہ اوقات کے مختلف ہونے کی وجہ سےتھا ، لھذا کچھ سالوں میں تو نبی صلی اللہ علیہ

وسلم سارا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے ، اوربعض سالوں میں شعبان کے اکثر ایام روزہ رکھتے تھے ۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی نے یہی اختیار کیا ہے ۔

دیکھیں مجموع فتاوی الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی (١٥ / ٤١٦) ۔

اورکچھ دوسرے علماء کرام کا کہنا ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے علاوہ کسی اورمہینہ میں پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھتے تھے ، انہوں نے ام سلمہ رضي اللہ تعالی عنہا والی حدیث کو اس بات پر **محمول کیا ہے کہ اس سے مراد اکثر شعبان ہے ، اورلغت میں یہ کہنا جائز ہے کہ جب کوئي شخص کسی مہینہ میں اکثر ایام روزے رکھے تو کہا جاتا ہےکہ اس نے مکمل مہینہ کےروزے رکھے ۔**

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عائشہ رضي اللہ تعالی عہنا والی حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث کی مراد بیان کرتی ہے حدیث ام سلمہ میں ہے کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کسی اورمکمل مہینے کے روزے نہیں رکھتے تھے آپ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملاتے تھے) ۔

یعنی اس کے اکثرایام کے روزے رکھتے تھے ، **امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے ابن مبارک رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں :**

کلام عرب میں یہ جائز ہے کہ جب کوئي مہینہ کے اکثر ایام روزے رکھے تو یہ کہا جائے کہ اس نے پورا مہینہ روزہ رکھے ..

اورطیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اسے اس پر محمول کیا جاسکتا ہےکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات پورے شعبان کےروزے رکھتے تھے اوربعض اوقات اکثرایام روزے رکھتے

تا کہ یہ خیال پیدا نہ ہو کہ شعبان کے روزے بھی رمضان کی طرح واجب ہیں.

پھر حافظ ابن حجررحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اورپہلی بات ہی صحیح ہے . ا ھـ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے نہیں رکھا کرتے تھے ، اورانہوں نے مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے :

عائشہ رضي اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

(میرے علم میں نہیں کہ اللہ تعالی کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید ختم کیا

ہو ، اورصبح تک ساری رات ہی نماز پڑھتے رہے ہوں ، اوررمضان کے علاوہ کسی اورمکمل مہینہ کے روزے رکھے ہوں) صحیح مسلم حدیث نمبر (٧٤٦) ۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ کسی اورمہینہ کےمکمل روزے نہیں رکھے ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (۱۹۷۱) صحیح مسلم حدیث نمبر (۱۱۵۷) ۔

امام سندی رحمہ اللہ تعالی ام سلمہ رضي اللہ تعالی عنہا کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

(شعبان کو رمضان سے ملاتے تھے) یعنی دونوں مہینوں کے روزے رکھتے تھے ، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے ، **لیکن دوسری احادیث اس کے خلاف دلالت کرتی ہیں ، اس لیے اسے اکثر شعبان پر محمول کیا جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اکثرایام کے روزے رکھتے تھے ، گویا کہ پورا شعبان ہی روزے رکھے ہوں اورپھر اسے رمضان سے ملاتے تھے ۔ ا ھـ**

اگر یہ کہا جائے کہ شعبان میں زیادہ روزے رکھنے میں کیا حکمت ہے ؟

اس کا جواب دیتےہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتےہیں: اس میں اولی تووہی ہے جوامام نسائی اورابوداود نے روایت بیان کی ہے اورابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے کہ :

اسامہ بن زید رضي اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں میں نے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ، اے اللہ تعالی کے رسول آپ جتنے روزے شعبان میں رکھتے ہیں کسی اورمہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے ؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (یہ ایسا مہینہ ہے جس میں لوگ غفلت کاشکار ہوجاتے ہیں جورجب اوررمضان کے مابین ہے ، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں ، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں) سنن نسائي ، سنن ابوداود ۔

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن نسائي (٢٢٢١) میں اسے حسن قراردیا ہے ۔ واللہ اعلم . الاسلام سوال وجواب

شعبان کے آخر میں روزے رکھنا

سوال: کیا نصف شعبان کےبعد روزے رکھنے جائز ہیں ، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ؟

جواب : ابوھریرہ رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب نصف شعبان ہوجائے تو روزہ نہ رکھو) سنن ابوداود حدیث نمبر (٣٢٣٧) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر(١٦٥١) سنن ترمذی حدیث نمبر (٧٣٨) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی (٥٩٠) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

لھذا یہ حدیث نصف شعبان یعنی سولہ شعبان سے روزہ رکھنے سے منع کرتی ہے ، لیکن اس کے علاوہ اوردوسری احادیث میں روزہ کا جواز بھی ملتا ہے ذیل میں ہم چند ایک احادیث ذکر کرتے ہیں :

ابوھریرہ رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(رمضان المبارک سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو ، لیکن وہ شخص جوپہلے روزہ رکھتا رہا ہے اسے روزہ رکھ لینا چاہیے) صحیح بخاری حدیث نمبر (١٩١٤) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٠٨٢) ۔

یہ حدیث نصف شعبان کےبعد روزہ رکھنے کے جواز پردلالت کرتی **ہے لیکن صرف اس شخص کےلیے جو عادتا روزہ رکھ رہا ہے مثلا کسی شخص کی عادت ہے کہ وہ پیر اورجمعرات کا روزہ رکھتا ہے یا پھر ایک دن روزہ رکھتا اوردوسرے دن نہیں رکھتا تو اس کے لیے جائز ہے ۔**

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتي ہیں کہ :

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تقریبا پورا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے) یہ مسلم کے الفاظ ہیں دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (١٩٧٠) صحیح مسلم حدیث نمبر (١١٥٦) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عائشہ رضي اللہ تعالی عنہا کا یہ کہنا کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے ، اوراس میں **سے چند ایک دن چھوڑ کر سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے) ، دوسرا جملہ پہلے کی شرح ہے ، اوراس کی وضاحت ہے کہ کلہ سے مراد غالبا ہے ا ھـ ۔**

لھذا یہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے لیکن صرف اس شخص کےلیے جونصف سے پہلے بھی روزہ رکھ رہا تھا ۔

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے شافعیوں کا کہنا ہے کہ :

نصف شعبان کے بعد صرف اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا پھر پہلے نصف میں جس نے روزے رکھیں ہوں ۔

اکثر اہل علم کے ہاں صحیح بھی یہی ہے کیونکہ حدیث میں نہی تحریم کے لیے ہے ۔

اوربعض – مثلا رویانی – کا کہنا ہے کہ یہاں پرنہی تحریم کے لیے نہیں بلکہ کراہت کے لیے ہے ۔

دیکھیں : کتاب المجموع (٦ / ٣٩٩ - ٤٠٠) فتح الباری (٤ / ١٢٩) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی ریاض الصالحین میں کہتے ہیں :

نصف شعبان کے بعد رمضان سےایک یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت میں باب لیکن جس شخص کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا وہ پہلے سےرکھ رہا ہو اورآخر شعبان کو بھی ساتھ ملانا چاہے یا وہ جمعرات اورپیر کا روزہ رکھتا ہواس کے لیے جائز ہے ۔ ا ھـ دیکھیں ریاض الصالحین صفحہ (٤١٢) ۔

اورجمہور علماء کرام نے نصف شعبان کےبعد روزہ سےنہی والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ، لھذا وہ اس بنا پر کہتے ہیں کہ نصف شعبان کے بعدروزے رکھنے مکروہ نہیں ۔

حافظ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

جمہور علماء کہتےہیں کہ : نصف شعبان کے بعد نفلی روزے رکھنا جائز ہیں ، اوراس کی نہی میں وارد شدہ حدیث کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے ، امام احمد اورابن معین کا کہنا ہے کہ یہ منکرہے ہے ۔ ا ھـ فتح الباری ۔اس حدیث کو صعیف کہنے والوں میں امام بیھقی اور امام طحاوی شامل ہیں ۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی نے المغنی میں کچھ اس طرح کہا ہے : امام احمد نے اس حدیث کے بارہ میں کچھ یوں کہا ہے :

یہ حدیث محفوظ نہیں ، ہم نے اس کے بارہ میں عبدالرحمن بن مھدی سے پوچھا توانہوں نے اسے صحیح قرار دیا اورنہ ہی اسے میرے لیےبیان ہی کیا ، بلکہ اس سے بچتے تھے ۔

امام احمد کہتےہیں : علاء ثقہ ہے اس کی احادیث میں سوائے اس حدیث کے انکار نہیں ۔ ا ھـ

علاء کون ہے : وہ علاء بن عبدالرحمن اس حدیث کو اپنے والد سے اوروہ ابوھریرہ رضي اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں :

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے تھذیب السنن میں اس حدیث کو ضعیف قرار دینے والوں کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے ، جس کا ماحاصل یہ ہے کہ :

یہ حدیث صحیح اورمسلم کی شرط پر ہے ، اورعلاء کا اس حدیث میں تفرد اس حدیث میں قدح شمار نہیں ہوگا ، کیونکہ علاء ثقہ ہے ، اورامام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح میں اس کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں جوکہ اس سند علاء عن ابیہ عن ابوھریرہ سے ہیں ، اوربہت سے ایسی سنتیں ہیں جوثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرد بیان کی ہیں اورامت نے اسے قبول کرتے ہوئے اس پرعمل بھی کیا ہے ۔

پھر وہ کہتے ہیں :

اور شعبان کےروزوں والی احادیث کے بارہ میں معارض ہونے کاخیال کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان میں کوئي معارضہ نہیں ہے ،

کیونکہ وہ احادیث پہلے نصف کے دوسرے نصف کے ساتھ اورنصف شعبان میں عادتا رکھے جانے والے روزوں پردلالت کرتی ہے ، اورعلاء والی حدیث اس پردلالت کرتی ہے کہ نصف شعبان کے بعد جوشخص عمدا روزے رکھے اس کی لیے ممانعت ہے ، ناکہ عادتا اورنہ ہی جوپہلے نصف میں روزے رکھتا ہوا دوسرے نصف کو بھی ساتھ ملانا چاہے ۔ اھـ

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے والی نہی کی حدیث کے بارہ میں سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا :

یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ہمارے بھائی علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے ، اوراس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے شروع کیے جائیں ، لیکن جوشخص مہینہ کے اکثرایام یا پھر تقریباسارا مہینہ ہی روزے رکھتا ہے تو وہ سنت پر عمل پیرا ہے ۔ ا ھـ

دیکھیں مجموع فتاوی الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی (۱۵ / ۳۸۵) ۔

اورشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی ریاض الصالحین کی شرح میں کہتے ہیں :

اگر حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں وارد نہی تحریم کے لیے نہیں بلکہ صرف کراہت کےلیے ہے ، جیسا کہ بعض اہل علم رحمہم اللہ نے بھی ایسا ہی اخذ کیا ہے ، لیکن جس کی روزہ

رکھنے کی عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے چاہے نصف شعبان کے بعد ہی کیوں نہ ہو ۔ ا ھـ

دیکھیں شرح ریاض الصالحین (٣ / ٣٩٤)

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ : نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا یا تو کراہت یا پھر تحریم کی بنا پر منع کیا گیا ہے ، لیکن جوشخص عادتا رکھتا ہو یا پہلے نصف کو آخرشعبان کےساتھ ملائے اس کےجائز ہے ، واللہ تعالی اعلم-

اور اس نہی کی حکمت یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھنے سے ہوسکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں کمزوری آجائے ۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر شعبان کے شروع سے ہی روزے رکھے تو اس میں اوربھی زیادہ کمزوری پیدا ہوگي !

تواس کا جواب ہے کہ : جوشخص شعبان کے شروع سےہی روزے رکھتا ہے وہ روزے کا عادی بن جاتا ہے جس کی بنا پر اس کی مشقت میں کمی پیدا ہوجائے گی ۔ ملا علی قاری کا کہنا ہے :یہاں پر نہی تنزیہ کے لیے ہے ،امت اسلامیہ پر مہربانی اوررحمت ہے کہ کہیں وہ کمزورہو کررمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حق ادا نہ کرسکیں اوران میں سستی پیدا ہوجائے ، لیکن جوشخص پورے شعبان کےروزے رکھتا ہے وہ توروزوں کا عادی بن چکا ہے ، جس کی بنا پر اس سے یہ مشقت زائل ہوجائے گی ۔ اھـ واللہ اعلم (الاسلام سوال وجواب)

(ج) ماہ شعبان کی بدعات اورانکا ردّ

علام ابن الحاج رحمہ اللہ نے(المدخل) میں پندرہویں شعبان کی شب ،شب اسراء ومعراج ،شب رغائب وغیرہ کی مجلسوں میں ہونے والی بدعات کے بارے میں بہت ہی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مزید جانکاری کیلئے اس کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے البتہ پندرھویں شعبان کی رات سے متعلق چند مشہوربدعتوں کو ذیل میں ذکرکیا جا رہا ہے.

۱-**قبرستان جانا**-پندرہ شعبان کی رات کو عورتیں سج دھج کر اورخوشبوومیک اپ کرکے بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہوئیں چراغوں ،اگربتیو ں اورمٹھائیوں کے ساتھ قبرستان جاتی ہیں، اورپھول وبتاشے کی نذرونیازچڑھاتی ہیں،اورمردوں سے اپنا دکھڑاسناتی ہیں اوران سے اپنی مرادوں کی تکمیل کا مطالبہ بھی کرتی ہیں جوشرعا ناجائزاورحرام ہے. اورعائشہ رضی اللہ عنہا کی منکروضعیف روایت سے حجت پکڑتی ہیں جسمیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی اورآپکو بقیع کے قبرستان پرموجود پائیں . جبکہ صحیح روایت میں بریرہ کا ذکرہے ، اورعورتوں کیلئے تو ویسے بھی شرعاقبرستان کی زیارت کا حکم نہیں ہے اورخاص کرکے موجودہ دورمیں جوفتنہ کا دورہے اورنیم وبرہنہ وبے پردگی میں مردوں کے ساتھ اختلاط کرتے ہوئے جانا کہاں کا دین ہے اورکہاں کی سنت ہے.

۲-پندرہ شعبان کی رات کوگھروں سڑکوں قبروں مسجدوں درختوں میں آگ روشن کرنا اور چراغاں

ودئے جلانا جومجوسیوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے جوآگ کو اپنا رب تصورکرتے تھے اوراسکوروشن کرکےاسکی پوجا کرتے تھے.اس قسم کی روشنی کی ابتدا سب سے پہلے برامکہ کے زمانہ میں ہوئی –اس زمانہ میں شعبان کی پندرہویں رات کو ایک مبتدعانہ (ہزاری نماز) نمازپڑھی جاتی تھی اوراسکے لئے نہایت اہتمام کیا جاتا تھا برامکہ پہلے مجوسی مذہب رکھتے تھے اورآگ مجوس کا معبود ہے اس طرح انھوں نے قدیم مذہب کی محبت میں آگ کوروشنی اورچراغاں کی صورت میں اسلام کا بھی ایک شعارقرارد یدیا-

(دیکھئے حجۃاللہ البالغہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اورشیخ ابن العربی فرماتے ہیں

"مسجدوں میں خوشبوکی دھونی رکھنے کا سب سے پہلے رواج یحیی' بن خالد برمکی نے دیا جوخلیفہ وقت کا وزیرودرباری تھا اس سے اسکا مقصد مجوسیت کا احیاء تھا – "(المنکرات ص٦٧)

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ:

"برمکیوں نے ہارون رشید کو مشورہ دیا تھا کہ کعبہ شریف میں خوشبو والی انگیٹھی رکھی جائے-مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمان اپنی عظیم عبادتگاہوں میں آگ رکھنے سے مانوس ہوں اوراسے رواج دیں اوراس طرح رفتہ رفتہ مجوسیت کا غلبہ ہوجائے – ہارون رشید کو جب ان کی سازش کا احساس ہوا تواس نے برمکیوں کا قلع قمع کرڈالا-"

اسی طرح پندرہ شعبان کوآتش بازی وپٹاخہ کرنا یہ سب ہندؤں کی رام نومی ودیوالی اورعیسائیوں کی کرسمس ڈے کی نقالی ہے

پٹاخہ پھلجڑوں سے جیسے پُرہے دیوالی
شب برات میں پوری ہے اس کی نقالی
میں اس تماشے میں کرتا ہوں تین شرکا شمار
ضیاع مال ،ضیاع عمل ، ضیاع وقار

۳-پندرہ شعبان کوحلوہ پکانا

اوریہ عقیدہ رکھنا کہ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے توآپ کو حلوہ کھلایا گیا تھا اسلئے ہم بھی اسی خوشی میں ایسا کرتے ہیں) یہ من گھڑت اورخودساختہ قصہ ہے جسے نہایت ہی فخرسے بیان کیا جاتا ہے اوراگربفرض محال تسلیم کرلیا جائے توامرواقعہ اسکے برخلاف ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک عزوہ احد شوال ۳ ھ میں ٹوٹےتھے اوریہ لوگ حلوہ شعبان میں کھاتے ہیں اوربغیردانت توڑے ہوئے کھاتے ہیں اسی طرح کھانا سامنے کے دانت کے بجائے داڑہ سے کھایا جاتا ہے جبکہ آپکا دانت سامنے کا ٹوٹا تھا .اسی طرح اگرمان لیں کہ آپ نے حلوہ کھایا ہی تھا تو اس بات کا کہاں ثبوت ملتا ہے کہ اسکو سنت جاریہ بنالیں اورہرسال حلوہ پوڑی پکا کرخودکھائیں اورصرف دینے والے ہی کوکھلائیں.

اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اویس قرنی تابعی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے دانت توڑلئے تھے توان کے لئے جنت سے حلوہ لایا گیا تھا یہ بھی فرضی خود

ساختہ داستان ہے اوراگربفرض محال اسکوتسلیم کر بھی لیا جائے تواویس قرنی نے تومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے سارے دانت کوتوڑلیا اوریہ ہیں کہ بغیردانت توڑے ہوئے انتہائی شان سے حلوہ تناول فرماتے ہیں کیا یہی محبت رسول کا معیارہے

سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے :

کسی کوزخم لگے کھائے دوسرا حلوہ

یہودیوں کی طرح یہ ہے من اورسلوی'

۴-روحوں کی آمد کا عقیدہ-

یہ عقیدہ کہ اس رات خاندان کے مردہ اوربزرگوں کی روحیں گھروں میں تشریف لاتی ہیں اوررات بھررہ کرصبح کے وقت عالم ارواح کی طرف واپس لوٹ جاتی ہیں اگرگھرمیں حلوہ وغیرہ پاتی ہیں توخوش ہوکردعائیں دے کر واپس جاتی ہیں ورنہ مایوس ہوکرچلی جاتی ہیں. اسلئے ان روحوں کا استقبال کرنے کیلئے گھروں کو سنوارتے ،روشنیوں سے سجاتے ،اوران لوگوں کا پسندیدہ کھانا جوان کی زندگی میں پسند رہی ہوں اسکا اہتمام کرتے ہیں اورگھرکے ایک کوٹھری میں کسی کنارے میں رکھ دیتے ہیں اورایسا ان کوایصال ثواب کیلئے کرتے ہیں تویہ مشرکانہ عقیدہ ہے. جوہندؤں اورسکھوں کے آواگون اورتناسخ ارواح کے عقیدہ کے مشابہ ہے. جبکہ امرواقعہ یہ ہےکہ نیکوں کی روحیں علیین میں اوربدوں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں وہاں سے واپس آنے کا تصورہی نہیں اللہ کا ارشاد ہے﴿ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ سورة المؤمنون(١٠٠) یعنی مرنے کے بعد وہ

ایسے عالم برزخ میں ہیں کہ وہ قیامت تک دنیا میں پلٹ کرنہیں آسکتے"

اسی طرح کھا نا کھلانے کا ایصال ثواب شریعت سے ثابت نہیں بلکہ یہ کافرانہ عقیدہ ہے کہ مرنے پربارہ برہمن کھلاتے ہیں اورحلوہ پوری پکا کرکووں کوکھلاتے ہیں اورکہتے ہیں کہ ہم پُرکھوں کو کھلاتے ہیں۔

۵=روح ملانے کا ختم

بعض مسلمانوں میں یہ غیراسلامی عقیدہ بھی پایا جاتا ہے کہ جوشخص شب براءت سے پہلے مرجاتا ہے اسکی روح روحوں میں نہیں ملتی بلکہ آوارہ بھٹکتی رھتی ہے۔ پھرجب شب براءت آتی ہے توروح کوروحوں میں ملانے کا ختم دلایا جاتا ہے، عمدہ قسم کے کھانے ،میوے پھل وغیرہ مجلس میں رکھ کرامام مسجد ختم پڑھتے ہیں – اورروحوں کوروحوں میں ملادیتے ہیں اورکھانے میوے پھل وغیرہ اورقیمتی کپڑے اٹھا کرگھرلے جاتے ہیں – میت کے گھروالے شکرادا کرتے ہیں کہ ان کے مرنے والے رشتہ دارکی روح روحوں میں شامل ہوگئی اوراگرنہ ہوتی تواسکی بددعا سے گھروالوں پرتباہی آئی تھی سچ ہے –

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

۶- بعض لوگ مردہ کے سرہانے لکڑی گاڑدیتے ہیں اوراس مردہ کے حسب حال اسے کپڑا پہناتے ہیں اگرمردہ عالم یا نیک شخص ہوتوان کے سامنے اپنی مصیبتوں کوپیش کرتے ہیں اوران سے مصیبتوں کے دورکرنے کی درخواست کرتے ہیں اگرمردہ قریبی رشتہ دارہے تو اس سے باتیں کرتے ہیں اوراس

کے مرنے کے بعد کے حا لات اسکے سامنے بیان کرتے ہیں اوراگرمردہ شوہریابیوی ہوتووہاں بیٹھ کرروتے ہیں اوراسکی محبت وعشق کا تذکرہ کرتے ہیں اورافسوس کا اظہارکرتے ہیں

۷- اس رات کچہ لوگ مسجدوں میں حلقہ کی شکل میں بیٹھکرایک سردارکی قیادت میں مخصوص طورپر ترنم والحان کے ساتھ ذکرواذکارکرتے ہیں اورلا الہ الا اللّٰہ کو (لا یلاہ یللہ) سے مائل کرکے پڑھتے ہیں گویا کہ اس ذکرکے ساتھ لہو ولعب کرتے ہیں .

۸-صلاۃ الفیہ (ہزاری نماز) کا پڑھنا

پندرہویں شعبان کی رات لوگ مسجدوں میں مغرب سے کچھ پہلے ہی جمع ہونا شروع کردیتے ہیں ،ان میں فرائض کو چھوڑنے والے بھی ہوتے ہیں لیکن اس نیت سے جمع ہوتے کہ اس رات کی عبادت ان کے گناہوں کودھودے گی چنانچہ باجماعت دورکعت کرکے ۱۰۰ رکعت نفلی نمازپڑھتے ہیں جسکی ہررکعت میں دس بارقل ہواللّٰہ احد پڑھا جاتا ہے اورہردورکعت کے بعد سلام پھیردیا جاتا ہے (جیسا کہ اس ہزاری نماز کی کیفیت کے بارے میں امام غزالی رحمہ اللّٰہ نے احیاء العلوم میں ذکرکیا ہے جس سے کچہ لوگ اسکے جوازکے بارے میں دھوکہ کھاگئے) اوراسکے بعد شب براءت کی مخصوص دعا مانگی جاتی ہے جس میں پہلی بارمصیبت کوٹلنے اوردوسری باررزق کی کشادگی تیسری بارعمرکی درازگی کیلئے دعاکی جاتی ہے اوراسکے پڑھنے کا یہ ثواب بیان کیا جاتا ہے کہ جوبندہ بھی اس نماز کو ادا کرتا ہے تواللّٰہ

اس کی تمام حاجتوں کوجواس رات طلب کرتا ہےپوری کردیتا ہے"۔

اسی طرح اللہ تعالی'روزقیامت اسکے بدلے اسے بہت سے انعا م دیگا اور اسکوسترہزارحوریں دی جائیں گی اورسترہزاردرمیانی عمرکے بچے اورسترہزارچھوٹی عمرکے بچے ...الخ وغیرہ وغیرہ

" امام ابن القیم رحمہ اللہ " المنارالمنیف ص۹۸ " میں الصلاۃ الألفیۃ (ہزاری نماز) والی حدیث علی کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:" حیرت ہے کہ کوئی سنت کے علم کی خوشبو پاتا ہو اورپھربھی اس قسم کی فضول باتوں سے دھوکہ کھا ئے،اوراس نماز کوپڑھے،؟! یہ نماز اسلام میں چارسو سال کے بعد بیت المقدس کے علاقے می ایجاد کی گئی اورپھراسکے بارے میں بہت سی احادیث گڑھی گئیں.

یہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسکے بارے میں محدثین نے موضوع کا حکم لگا یا ہے جیساکہ ابن الجوزی نے تین طرق سے موضوع ثابت کیاہے (الموضوعات ۱۲۷/۲)

اور اس نمازکی ابتداء ۴۴۸ ھ میں سب سے پہلے ابن ابی الحمراء کے ہاتھوں نابلس میں طے پائی جیساکہ علامہ مقدسی وابن القیم رحمہما اللہ کا قول مذکورہوچکا ہے، لہذا چاہے اس رات کوئی نفلی نمازفردا پڑھی جائے یا جماعت کی شکل میں شریعت سے اسکے جوازکا کوئی ثبوت نہیں گرچہ بعض تابعین وبعض علماء اس رات فردا نفلی نماز پڑھنےکے قائل ہیں مگران کے قول کی کوئی شرعی دلیل نہیں . جیسا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ (التحذیرمن البدع ص ۱۳) میں فرماتے

ہیں :"اورجہاں تک امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اس رات فرداً قیام کومستحب قراردیا ہے اوراسے ابن رجب رحمہ اللہ نے بھی اختیارکیا ہے تویہ قول نہایت ہی کمزوراورغریب ہے اسلئے کہ جوبھی چیز شرعی دلیل سے ثابت ومشروع نہ ہو مسلمان کے لئے اسکا دین میں ایجاد کرناجائز نہیں چاہے اسکو اجتماعی طورپرکرے یا تنہائی میں انجام دے ، چاہے اسےعلانیہ کرے یا پوشیدہ طورپر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی قول کی بناء پرکہ "جسنے کوئی ایسا عمل کیا جوہمارے حکم کے خلاف ہے تووہ مردود ونا قابل قبول ہے" اوراسکے علاوہ دیگردلیلیں جوبدعت سے روکتی اورڈراتی ہیں" ا،ھ.

اسکے بعد مزید فرماتے ہیں کہ قرآنی آیت و حدیث کے دلیلوں اوراہل علم کے کلام سے حق کے متلاشی کیلئے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پندرہ شعبان کی رات کونماز وغیرہ پڑھنا اوراس دن کوروزہ کیلئے خاص کرنا اہل علم کے نزدیک ناپسندیدہ بدعت میں سے ہے.اورشریعت مطہرہ میں اسکی کوئی اصل نہیں .بل کہ یہ اسلام میں عہدصحابہ کے بعد کی ایجاد کردہ بدعت ہے." اوراگراسلام میں کسی دن کی تخصیص ہوتی توجمعہ کے دن کی ہوتی ہے جوہفتہ کی عید ہے لیکن شریعت میں اسکی تخصیص سےبھی منع کیا گیا الا یہ کہ پہلے سے روزہ رکھنے والا ہو . البتہ جن راتوں یادنوں کی عبادت کی تخصیص شریعت میں وارد ہے ان میں عبادت کا اہتمام کرنا مستحب ہے جیسے لیلۃ القدر، رات کے پچھلے پہرمیں عبادت کرنا، اسی طرح عرفہ کا روزہ رکھنا ،عاشوراء کے روزوں کا اہتمام کرنا وغیرہ.

حرف آخر

محترم قارئین!

مذکو رہ بالا کتاب وسنت اوراھل علم کے اقوال سے یہ ثابت ہوا کہ ماہ شعبان اسلامی مہینوں میں سے ایک بابرکت مہینہ ہے جسمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت روزہ رکھنا ثابت ہے جورمضان المبارک کیلئے بطورتمہیدتھی. اور اسکے علاوہ پندرہ شعبان کے روزے اوراس رات ہزاری نماز ودیگربدعی امورکا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کے عمل سے کوئی ثبوت نہیں ملتا چاہے اجتماعی صورت میں ہو یافردی طورپر، چاہے مساجد میں ہویا گھرمیں، نیز اس دن کا روزہ اوراس رات کی بابت نفلی نمازوں وعبادتوں وغیرہ کی فضیلت سے متعلق جتنی بھی حدیثیں ہیں سخت ضعیف اوربعض موضوع ومن گھڑت ہیں شریعت اسلامیہ سے انکا دورکا بھی واسطہ نہیں،اوریہ ہزاری نماز صلاۃ الفیہ پانچویں صدی ہجری ۴۴۸ھ میں ابن ابی الحمراءنابلس کے ہاتھوں بیت المقدس کے علاقہ میں ایجاد کی گئی تھی. جیسا کہ علامہ مقدسی رحمہ اللہ کا کلام اوپر گزر چکا ہے. اور رہی بات شب براءت کی تو یہ دراصل شیعوں کے شب تبرّا سے ماخوذ ہے جس دن وہ مہدی غائب بارہویں امام کی ولادت پرخوشی مناتے ہوئے صحابہ کرام پرتبرا بازی وسب و شتم کرتے ہیں جیسا کہ شب براءت کی حقیقت کے تحت اوپربیان کیا جا چکا ہے.

لہذا جہالت واندھی تقلید وتعصّب کی عینک کوپھیک کرنبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کا اظہارکرتے ہوئے شرعی دلائل کے واضح ہوجانے کے بعد ان بے جارسوم وبدعات

اورشرکیہ افعال واعمال سے سچے دل سے توبہ کرو ورنہ کل روزقیامت حوض کوثرپے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے " سحقا سحقا لمن غیّربعدی" کی لعنت وپھٹکار سننی پڑیگی.اوروہاں پرندامت وافسوس کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا.

اللہ سے دعاہے کہ ہم سب کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا محبّ ومتّبع بنائے اورشرک وبدعا ت اورمعاصی سے بچاکر ہم سب کوجنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین

ایں دعا ازمن وجملہ جہاں آباداست-

خیرالأمورالسالفات علی الهدی وشرالأمورالمحدثات البدائع

"بہترین کام وہ ہے جو ہدایت کے طریقے پرکئے گئے ہوں

اوربرے کام وہ ہیں جودین میں نئے اورانوکھے ہیں"

محتاج دعا

abufaisalzia@yahoo.com

مصادرومراجع

:۱-الإبدا ع فی مضارالإبتداع علی بن محفوظ ۲-الباعث لأبی شامہ۳-الحوادث والبدع للطرطوشی رحمہ اللہ۴-المنکرات للشیخ عبد السلام رحمانی۵ -المدخل لابن الحاج ۶-السنن والمبتدعات للشقیری۷-البدع الحولیۃ للشیخ عبداللہ التویجری۸-لطائف المعارف لابن رجب ۹-التحذیرمن البدع لابن بازرحمه الله

۱۰- اقتضاءالصراط المستقیم لابن تیمیه۱۱- خانه ساز شریعت مؤلفه عبد الرؤوف الندوی

۹- تہذیب التہذیب لابن حجر۱۰-العلل والموضوعات لابن الجوزی ۱۰ – فتح القدیرللشوکانی

۱۱- السنن والمبتدعات للشقیری ۱۲ –کتب الستة ۱۳- کتب الألبانی

۱۴-تفسیرالقرطبی ۱۵- مواقع اسلامیه مختلفه